عبرانی زبان کی مختصر تاریخ

عبرانی بائبل جسے مسیحی پرانا عہد نامہ اور یہودی تناخ کہتے ہیں ایک قدیم تحریر ہے جو صدیوں کا سفر کرکہ ہم تک پہنچی ہے، یہ ایک ایسی زبان میں قلم بند ہے جسے اردو میں عبرانی، انگریزی میں Hebrew اور عبرانی میں عوریت کہا جاتا ہے یہ بلاشبہ دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ کتابِ مقدس جس زبان میں خُدا تعالی نے قلم بند کروائی ہے وہ ہماری جدید زبانوں یہاں تک کہ جدید عبرانی سے بھی بہت مختلف ہے۔ ہر زبان پر اسکے بولنے یا لکھنے والے کی زندگی، خیالات، ثقافت، تہذیب اور روایات کا کا گہرا اثر ہوتا ہے جنہیں جانے بغیر ہم مصنف یا مخاطب کی بات کے درست مفہوم و مقاصد کا اندازہ اپنے معاشرے اور ثقافت کے زیر اثر نہیں لگا سکتے۔ اسی طرح کتاب مقدس جس زبان میں لکھی گئی ہے اس زبان پر قدیم عبرانی النسل لوگوں کی تہذیب، انکی ثقافت، رہن سہن، خیالات اور روایات کا گہرا اثر ہے جسے ہم تب تک درست طرح نہیں سمجھ سکتے جب تک ہم ایک عبرانی کی طرح نہ سوچیں یا سمجھیں ایسا کرنے کے لئے عبرانی زبان سے واقفیت پہلا قدم ہے۔ اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کے بنا عبرانی سیکھے ہم بائبل مقدس کو سمجھ ہی نہیں سکتے بلکہ اسکا مقصد صرف یہ ہے جب ہم ترجمہ کی تلاوت کرتے ہیں تو یہ باکل ایسا ہی ہے جیسا کوئی اپنے محبوب کی چھٹی کسی دوسرے سے پڑھوائے، خُدا ہمارا محبوب ہے ہم اسکی یعنی کلیسیاء اسکی دلہن ہیں اور خُدا نے ایک پیار بھری چھٹی ہمارے لئے لکھی ہے جسے ہم بائبل مقدس کہتے ہیں جب ہم ترجمہ کی تلاوت کرتے ہیں تو وہ چھٹی ہمارے لئے ہمارا مترجم پڑھ رہا ہوتا اور ہم اپنے محبوب کے پیغام کو سمجھنے کے لئے صرف اور صرف اس پر انحصار کر رہے ہوتے ہیں۔ کوئی مترجم اس کام کو کس قدر خوبی سے ادا کرتا ہے یہ آپ تب تک نہیں جان سکتے جب تک آپ خود اس زبان کو نہ سمجھیں جس میں وہ چھٹی لکھی گئی ہے۔ یقنا مترجم نیک نیت ہے مگر اغلاط سے مبرا نہیں، اس طرح آپ اور آپکے محبوب کے درمیان ایک خلا پیدا ہوجاتا ہے جسے مترجم پورا کرتا ہے اور آپ صرف اسی کے ذریعہ سے اپنے محبوب کی بات سن اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ امر کس حد تک درست ہے یہ فیصلہ کرنا آپکا کام ہے۔

ہم کلام میں پڑتے ہیں کہ بابل کا برج بننے تک تمام روئی زمین پر صرف ایک ہی زبان تھی (پیدایش ۱۱)۔ جدید سائنس بھی اس بات سے متفق ہے کہ دنیا میں موجود تمام زبانیں عین ممکن ہے کہ کسی ایک زبان سے بنی ہوں۔ راقم الحروف کا ماننا ہے کہ وہ زبان قدیم عبرانی کے قریب تر تھی۔ بابل کے برج سے بننے والی زبانیں اگر چہ درج نہیں تاہم ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کے خُدا نے لوگوں کو کہاں کہاں پرگندہ کیا۔ پیدایش ۵ باب میں ہمیں حضرت آدم سے حضرت نوح تک کا نسب نامہ ملتا ہے جہاں ہر ایک نام اسکے کردار کو بیان کرتا ہے اور ان تمام ناموں کے معنی صرف عبرانی زبان میں بیان ہوتے ہیں یا ان ناموں کے

معنی صرف عبرانی زبان میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے آدام بمعنی انسان، نوح بمعنی آرام وغیرہ۔ عین ممکن ہے کہ حضرت آدم سے جو خُدا داد زبان نوح تک پہنچی وہ قدیم عبرانی ہی کی ایک شکل تھی۔ حضرت نوح کے تین بیٹے تھے سم، حام اور یافت تمام دنیا طوفان اعظیم سے تباہ ہوئی اور صرف نوح کا خاندان ہی سلامت بچا اور خُدا نے انہیں پھلنے اور بڑھنے اور تمام دنیا کو معمور ومحکوم کرنے کا حکم دیا (پیدایش ۹:۱) حضرت نوح کی وفات کے بعد انکے یہ تین فرزند زمین کے اُس حصہ میں بسنے لگے جسے ہم مسوپتامیہ (یونانی لفظ بمعنی دریاوں کے درمیان) کہتے ہیں۔ آدمیوں کی تعداد بڑی اور یہاں لوگ بابل کا برج بنانے لگے۔ نوح کے فرزندوں کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے خُدا نے کہا کہ آؤ ہم انکی زبان میں اختلاف ڈالیں تا کہ یہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھ سکیں۔ پیدایش ۱۱۔ نیلسن تھامس کے مطابق بابل کے برج کے واقع کے بعد (تقریباً چار ہزار قبل از مسیح) ہم تین بہت مختلف زبانیں دیکھتے ہیں جو اچانک ظاہر ہوتی ہیں یعنی جنکے وجود کے متعلق وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ یہ مصری، سامری، اور عبرانی ہیں۔ ان تینوں زبانوں کا تصویری رسم الخط اگر چہ ایک دوسرے سے بہت ملتا جلتا ہے تاہم حروف کی آوازیں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ (نیلسن تھامس نیلسنز ایلوسٹریٹیڈ انسائکلو پیڈیا آف بائبل ۵۹۹۱) بابل کے برج کے بعد خُدا کی مرضی کے مطابق لوگ دینا کے تین مختلف حصوں میں جا بسے۔ حضرت نوح کی اولاد کو سامی بھی کہا جاتا ہے (سامی حضرت نوح کے بیٹے سم کے نام سے) بعد کی قومیں جیسے فونیشیائی، کنعانی، اکادی، موآبی امونی، اور آرامی انہی میں سے بنے انہوں نے مشرق کی طرف کوچ کیا۔ حامی النسل لوگوں نے جنوب کی طرف کوچ کیا اور مصری زبان ایجاد کی، یافتی لوگ شمال کی طرف گئے اور سامری زبان ایجاد کی۔ بنی نوح کی اولاد کا پھیلاو پیدایش 10 میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی وقت سے قدیم عبرانی کا جنم ہوا یہ قدیم عبرانی اس زبان کے قریب ترین تھی جس میں خُدا نے کائنات تخلیق کی۔ یہودیت اور مسیحیت دونوں میں روایت ہے کہ عبرانی تمام زبانوں کی ماں ہے۔ قدیم عبرانی مختلف اوقات میں اپنی شکل مرتبہ کرتی رہی اس زبان کو سامی Smetic پروٹوسِنیاٹک Proto-Siniatic یا پیلیو ہیبرو Paleo-Hebrew کہا جاتا ہے۔ یہ سامی زبان آگے چلتے ہوئے کئی حصوں میں بٹ گئی اور مختلف اور نئی زبانیں پیدا ہوئیں جنکی اصل یہی ایک زبان تھی ان میں فونیشیائی، اکادی، کنعانی، ادا کادی موآبی آرامی زبانیں شامل ہیں۔ یہ زبانیں قدیم عبرانی کے ساتھ ساتھ مختلف طرح سے جدت اختیار کرتی رہیں تاہم ان میں کچھ زبایں ایسی تھیں جو بالکل ہی الگ طرح سے مرتب ہویں جیسے کے آرامی۔ جب عبرانی لوگ بابلی اسیری میں لے جائے گئے تو انہوں نے بابلی آرامی رسم الخط اپنا لیا۔ آرامی اگر چہ سامی زبان تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس نے چوکور اور سادہ رسم الخط اپنا لیا۔ (قدیم عبرانی اور باقی سامی زبانیں تصویری رسم الخط کے تحت لکھی جاتی تھیں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ سامری لوگوں کی توریت شریف آج بھی اسی قدیم عبرانی رسم الخط کے تحت

لکھی جاتی ہے، سامری وہ لوگ تھے جو یہ وہ لوگ ہیں جو بابلی اسیری کے دوران سرزمین اسرائیل میں ہی موجود تھے)
یہی وہ عبرانی ہے جس میں موجودہ عبرانی لکھی جاتی ہے جسے جدید عبرانی کہا جاتا ہے یہ بابلی ایسری کے بعد سے شروع ہوئی۔
مسیح یسوع اور انکے شاگرد کون سی زبان بولتے تھے اس پر علماء مختلف آراء رکھتے ہیں مگر علماء کا ایک بڑا طبقہ اس بات پر متفق ہے اور یہ بات بائبل مقدس سے بھی ثابت ہے کہ مسیح عبرانی اور آرامی دونوں بولتے تھے۔مسیح کے زمانہ میں بھی اسی عبرانی سے ملتی جلتی عبرانی استعمال ہوتی تھی قرین قیاس ہے کہ نئے عہد نامہ کا ایک حصہ (متی کی انجیل، عبرانیوں کا خط اور مکاشفہ کی کتاب،)اسی عبرانی میں تحریر ہوا تھا۔تاہم ہمارے پاس فی الوقت انکا کوئی عبرانی نسخہ موجود نہیں۔متی کی انجیل کے متعلق مختلف آراء پائی جاتی ہیں کچھ کہ مطابق 13 ویں صدی کے قریب مرتب کی گئی متی کی انجیل کا ایک نسخہ جسے شیم توب عبرانی متی کہا جاتا ہے اصل عبرانی متن سے نقل کی گئی تھی۔آکسفورڈ ڈکشنری آف دی کریسچن چرچ کے مطابق عبرانی نئے عہد نامہ کے دور میں پوری طرح رائج تھی (آکسفورڈ ڈکشنری آف دی کریسچن چرچ، تھرڈ اڈیشن، ۵۹۹۱)۔
اناجیل میں مسیح یسوع، پولوس کو عبرانی زبان کا استعمال کرتے ہوئے بتایا گیا ہے۔رسولوں کے بعد جب مسیحیت با قائدہ روم کے زیر تسلط آگئی تو مہذب کی زبان عبرانی کی جگہ لاطینی کو دے دی گئی موجودہ دور میں بھی آرتھوڈیکس کلیسیا کی روزمرہ کی دعایں لاطینی میں ہی ہیں۔تاہما بتدائی کلیسیا میں بھی عبرانی کے استعمال کے شواہد موجود ہیں جیسے دنیا کی سب سے قدیم مسیحی عبادتی عمارت سے (جو تقریباً 240 عیسوی کی ہے)عبرانی نسخہ جات ملے ہیں (دیکھئے ڈیورا یوروپُس Dura Euroopos Church)اسکے ساتھ ساتھ کاتھولک چرچ فادرز بھی اپنی تصنفات میں عبرانی بولنے اور کلام کو عبرانی میں پڑھنے والے لوگوں کا ذکر ملتا ہے۔(دیکھئے، چوتھی صدی میں اپیفینُس کا پینار یاون اور مقدس جیروم کا مقدس اگسٹین کو خط) تاہم کاتھولک چرچ کی طرف سے عبرانی کا استعمال کرنے والے لوگوں کو بدعت کہا گیا اسی لئے وقت کے ساتھ کلیسیاء سے یہ زبان دور کر دی گئی۔ 70 عیسوی میں یروشلیم کی بربادی اور یہودی لوگوں کے مسلسل اپنے ملک سے دور رہنے پر یہ زبان مذہبی کتب میں قید کر کہ صرف سائناگوگ تک محدود کر دی گئی۔یہاں تک کہ علماء نے عبرانی کو مردہ زبان قرار دے دیا۔علماء عبرانی کے استعمال کے متروک ہونے کی درست تاریخ پر اختلاف رائے رکھتے ہیں۔عام خیال کے مطابق چوتھی سے پانچوں صدی کے درمیانی حصہ میں عبرانی کا استعمال موقوف ہو گیا تاہم گزشتہ 50 سالوں میں میں دریافت ہونے والے آثار قدیمہ اور تحریاتی شواہد اس نظریہ کے خلاف ہیں۔تاہم ہر دور میں عبرانی جاننے اور سمجھنے والے علماء اور لوگ زندہ رہے اسکا استعمال نجی سطح پر ہوتا رہا۔سائنگوگوں (یہودی عبادت خانہ)اور یشواوں (مذہبی درس گاہ) میں مقدس توریت اور تالمود (یہودی مذہبی کتاب) سیکھنے اور سکھانے میں اسکا استعمال جاری رہا۔اُنیسوں (19 صدی کے آخر میں میں ایک یہودی

عالم بنام ایلعازر بن یہوداہ نے عبرانی کو دوبارہ سرزمین اسرائیل میں رائج کرنے کے لئے مہم کا آغاز کیا اور وہ اپنی ان تھک کوشش میں کامیاب بھی ہوئے انہوں نے توریت شریف کا استعمال کرتے ہوئے بہت سے نئے عبرانی الفاظ بھی ایجاد کئے جو پہلے عبرانی میں موجود نہیں تھے جیسے آئس کریم، فٹ بال وغیرہ۔ سنہ 1948 میں جب اسرائیل دوبارہ ایک مملکت بن کر ابھرا تو اسرائیل کی سرکاری زبان عبرانی قرار دی گئی اور یوں عبرانی کو ایک نئی زندگی اور یہودی قوم کو انکی خُداداد زبان واپس ملی۔ آج عبرانی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر سیکھی اور بولی جاتی ہے۔ اسرائیل کا ایک بہت بڑا طبقہ اسی زبان کو استعمال کرتا ہے اسکے ساتھ ساتھ قدیم وجدید عبرانی کو سیکھنے کے لئے لاکھوں مدارس مختلف ممالک میں قائم کئے گئے ہیں جن میں یہودی اور مسیحی دونوں اس مقدس زبان کو سیکھ رہے ہیں جن میں سب سے چھوٹا اور حقیر راقم الحروف بھی شامل ہے۔